رساله

تیسیر الماعون

للسکن فی الطاعون

للامام الهمام احمد رضا خان القادری البریلوی قدس سرہ العزیز

مع تعریبه وتحقیقیه وبعض تقریرات

للشیخ تاج الشریعة العلامة المفتی محمد اختر رضا خان القادری الازہری البریلوی

الناشر

المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران بریلی الشریف

تقسیم کار

مکتبہ نعیمیہ دہلی

۴۲۳ - مٹیا محل

جامع مسجد دہلی ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالة

تيسير الماعون للسكن فى الطاعون

للامام الهمام **احمد رضا** قدس سره العزيز

مع **تعربيه**

وتحقيقه و بعض تقريرات لاستاذ ناالشيخ تاج الشريعة

المفتى **محمد اختر رضا** القادرى الازهرى

دام ظله علينا

ترتيب

الشيخ مولانا محمد يونس رضا الاويسى الرضوى

مركزى دار الافتاء، ۸۲/سوداگران بريلى شريف

باهتمام

نبيرۂ اعلیحضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں القادری

ناشر:- المجمع الرضوى، ۸۲/سوداگران بريلى شريف

کمپیوٹر کمپوزنگ :محمد توحید بیگ رضوی

رسالہ:- تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

تصنیف:- مجدد الاسلام شیخ الانام الامام احمد رضا قدس سرہ

تعریب وتحقیق تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری

وبعض تقریرات:- دام ظلہ العالی

ترتیب:- مولانا مفتی محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

تصحیح:- مفتی محمد مظفر حسین قادری رضوی

ومفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

باہتمام:- حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری

تعداد:- ۱۱۰۰

کمپیوٹر سیٹنگ:- محمد توحید بیگ رضوی

......ملنے کے پتے......

قادری بک ڈپو، نومحلہ مسجد بریلی شریف

مکتبہ النوری، سوداگران بریلی شریف

مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل جامع مسجد دہلی

مکتبہ اویسیہ، تھانہ روڈ جموا گریڈیہہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الانتساب

الی

حضرة الشيخ مجدد الاسلام

وابنيه الكريمين

الشيخ حجة الاسلام،الشيخ المفتى الاعظم

وا بن ابنه الكريم

الشيخ مفسر الاعظم

عليهم الرحمة والرضوان

محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

مرکزی دار الافتاء،۸۲،سوداغران بریلی الشریفة

اپنی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والہ وصحبہ اجمعین

اما بعد:- یہ رسالہ مبارکہ مجدد اسلام شیخ الانام الامام **احمد رضا** خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ہے جسکی تعریب استاذی الکریم فقیہ اسلام تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد **اختر رضا** خاں قادری ازہری مدظلہ نے فرمائی ہے اور آپ نے بعض مقامات پر اپنی تقریرات و تحقیقات بھی بیان فرمائے ہیں۔

مجھے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ کی تبحر علمی کسی سے مخفی نہیں، قارئین اس رسالہ کی تعریب پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ ہم کسی عرب عالم کی تحریر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور تاج الشریعہ کے علمی فیضان سے مستفیض فرمائے اور تادیران کا سایہ کریم ہم پر قائم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

انا احقر العباد

محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ

مرکزی دارالافتاء ۸۲/سوداگران بریلی شریف

رسالہ

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

سئل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ما حکم الفرار من البلد المخوف خوفا من الطاعون؟

(۲) ان قیل بجواز الفرار فما معنیٰ الحدیث المروی فی البخاری عن عبد الرحمٰن بن عوف (الذی نہی فیہ عن الفرار من الطاعون)؟

(۳) ان قیل بعدم الجواز فما درجۃ الفرار عن الطاعون فی المعصیۃ اھو کبیرۃ ام صغیرۃ؟

(۴) و ما حکم المصر علی الکبیرۃ او الصغیرۃ؟

(۵) و ما حکم الاقتداء برجل یفر او یرغب الناس فی الفرار من الطاعون خوفا من الھلاک؟

(۶) اذا قلتم بالمنع فھل الفار من الطاعون و المرغب فی الفرار خوفا من التوی سواء فی المعصیۃ ام یتفاوت ھذا و ذاک فی الزیادۃ و النقصان؟

مسئلہ :- از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶/ صفر ۱۳۳۵ھ علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے؟

(۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے؟

(۲) درصورت جواز فرار حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے؟

(۳) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے کبیرہ یا صغیرہ؟

(۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ؟

(٧)هناك رجل يدعي ناقل يزعم نواءً للحديث المحرم للفرار من الطاعون ان الفرار من الطاعون جائز و ليس هذا فحسب بل يراه أحسن من غير دليل شرعي أي رجل هو شرعاً؟

(٨)هل يوخذ بقول صحابي أو فعله اذا كان مخالفاللحديث الصحيح وهل يرجح فعل صحابي على حديث قولي؟

(٩)هل يندرج التحول من بلد طعن الي موضع في فناء البلد على مسافة ميل او اقل او ازيد منه بقصد الحفاظ على الصحة و يكون هذا الموضع يعفي باكثر حاجات البلد هل يندرج هذا التحول في حكم الفرار من الطاعون الذي ورد تحريمه والمنع عنه في حديث عبد الرحمن بن عوف المذكور في ج ٤ باب ما يذكر في الطاعون. ان اندرج

(٧) مسی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلۂ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعا وہ کیسا ہے؟

(٨) بمقابلۂ حدیث صحیح کے کسی صحابہ کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی؟

(٩) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کر کے اسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا؟ جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب ما یذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے۔

هذا الخروج فی حکم الفرار من الطاعون فلما ذا مع أنه فی البخاری عن عائشة رضی الله عنها فی ج/٤ .فی باب أجر الصابر فی الطاعون ما معناه. ایما رجل فشی فی بلده الطاعون فیمکث فی بلده صابراً فان له أجر شهید .یستفاد من هذا الحدیث أنه انما نهی فی حدیث عبد الرحمن بن عوف عن الفرار من بلد وقع به الطاعون و لیس فیه ان لا یتحول فی نفس البلد اذ لو منع من التنقل الی موضع داخل البلد لم یکن حکم الشهادة منوطاً بالمکث فی البلد بل کان قد نیط بالمکث فی البیت و یستفاد من الاذن باقامة الجمعة فی فناء المصر ان فناء المصر له حکم المصر فکیف یکون الخروج الی موضع داخل البلد مندرجاً فی حکم الفرار وقد ثبت بدلیل الاذن باقامة الجمعة فی فناء البلد أن الفناء بلد و لا

کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر و استقلال سے ٹھہرا رہے تو اس کو اجر شہید کا ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فناء میں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت ہو چکا ہے اور فحوای حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فوراً قصر واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا

یثبت بفحوی حدیث عائشة المنع من
التنقل من موضع الی موضع داخل
البلد و ان لم یدخل هذا التحول فی
نفس البلد فی الخروج فلما ذا مع أنه
یجب علیه القصر کما جاوز ابنیة
بلده الذی یقیم به کما تقرر فی کتب
الفقه و هذا یفهم منه ان البلد یطلق
علی الابنیة فقط لیس علی الفناء و
علی هذا التقدیر انما یفید حدیث
عائشة المنع من الخروج عن ابنیة
البلد فاذا اخترتم احد الأمرین فما
الجواب عن الثانی و ماهو المفهوم
الصحیح لحدیث عائشة اجیبوا اما
عن الصورة الاولی واما عن الاخری و
عن کل سوال حسب ترتیب الارقام
مفصلة و مزیدة بالدلائل مع العزو
الی المراجع بینوا توجروا.

کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ
کیا جائے پس احد الامرین
کے اختیار کرنے سے دوسرے
کا کیا جواب ہوگا؟ حدیث
عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا؟
صورت اول یا آخر ہر ایک
سوال کا جواب نمبر وار مدلل و
مفصل مع حوالۂ کتب عنایت
فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلاء یا خیر ماعون. والصلاۃ والسلام علی من جعلت شھادۃ امتہ فی الطعن والطاعون و علی آلہ و صحبہ الذین ھم لاما ناتھم و عھدھم راعون. فلا یفرون اذا لاقوا وھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون- وللہ و رسولہ طواعون. الی المعروف وداعون. و عن المنکر مناعون.

الفرار من الطاعون کبیرۃ. یقول الرسول ﷺ الفار من الطاعون کالفار من الزحف رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما والبزار والطبرانی و عبدبن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر و فی الاوسط وابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

الجواب:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلایا خیر ماعون. وافضل الصلاۃ والسلام علی من جعلت شھادۃ امتہ فی الطعن والطاعون و علی الہ وصحبہ الذین ھم لا ماناتھم و عھد ھم راعون. فلا یفرون اذا لا قوا و ھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون. واللہ و رسولہ طواعون الی المعروف وداعون. وعن المنکر مناعون. طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف. طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والبزاز والطبرانی و عبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد و ابو یعلی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط و ابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم.

ويقول الله عزوجل في من يولي مدبراً في الجهاد. فقدباء بغضب من الله ومأ واه جهنم وبئس المصير. قال الامام ابن حجر المكي في الزواجر عن اقتراف الكبائر. الكبيرة التاسعة والعشرون بعد الثلا ثمائة الفرار من الطاعون. وفيه بعد الحديث المخرج عند الترمذي و ابن حبان و غيرهما قال القصد بهذا التشبيه انما هوزجر الفار والتغليظ عليه حتى ينزجرولايتم ذلك الا ان كان كبيرة كالفرار من الزحف. يقول الشيخ المحقق عبد الحق المحدث الدهلوي في شرح المشكاة الاصل في الوباء انه لا يجوز القدوم على موضع فيه الوباء وانه لايجوز الذهاب من موضع حدث فيه الوباء وان ورد الاذن بالفرار من بعض المواضع كيف حدث فيه الزلزال او نشبت فيه ناراو الجلوس تحت جدار مائل لغلبة الظن بالهلاك.

اور اللہ عزوجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے فقد باء بغضب من الله ومأ واه جهنم و بئس المصير. بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔ امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں الكبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلثمائة الفرار من الطاعون اسی میں بعد ذکر حدیث مذکور تخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا القصد بهذا التشبيه انما هو زجر الفار والتغليظ عليه حتى ينزجر ولا يتم ذلك الا ان كان كبيرة كالفرار من الزحف مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں ضابطہ در وبا ہمیں ست کہ در انجا کہ ہست نبا یدرفت وازانجا کہ باشد نباید گریخت اگر چہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ درو ے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوار کہ خم شدہ نزد غلبۂ ظن بہلاک آمدہ است۔

اما الطاعون فلم يرد فيه الا لامر بالصبر ولم يوذن بالفرار وقياس هذا على ذلک. رد و باطل لانه من قبيل الاسباب العادية و هذا من الاسباب الوهمية و على کل حال ان الفرار من بلد الطاعون لا يجوز ولم يرد فی شی (من الادلة) وايما رجل يفر من الطاعون فهو عاصی مرتکب لکبيرة ومردود نسأل الله العافية (هل (قال شيخنا الازهری) يباح الخروج من بلد الطاعون اذا کثر الهلاک بناء على ماسبق من التفرقة بغلبة الظن بالهلاک الجواب لا يباح الخروج بقصد الفرار مطلقاً وان غلب الهلاک کما لا يباح الفرار من الزحف ولذلک ترى الشيخ المحقق اکد المنع بما ختم به کلامه انفاو هو قوله اما الطاعون الخ و کانه منع للقياس البتة و اشعار بان النص ورد ههنا بخلاف القياس فلا مجال للقياس فی موضع النص ويعمل بالنص لامحالة والله تعالىٰ اعلم).

اما در باب طاعون جز صبر نیامده مگر گریختن تجویز نیافته وقیاس ایں بر آں مردود و فاسد ست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند و ایں از اسباب وہمی و بہر تقدیر گریختن از انجا جائز نیست و ہیچ جا وارد نشده و ہر کہ بگریزد عاصی و مرتکب کبیره و مردود ست نسال اللہ العافیۃ۔

فی الطیبی تحت الحدیث المذکور شبه به ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرة وفی شرح الموطأ قال ابن خزیمة انه من الکبائر التی یعاقب الله تعالیٰ علیها ان لم یعف. والاصرار علی الصغیرة یجعلها کبیرة والا صرار علی الکبیرة اشد کبیرة علی الکبیرة. یقول رسول الله ﷺ فی حدیث لا صغیرة علی الاصرار رواه فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما والمرغب فی الفرار وباله اشد من مرتکب الفرار اذلیس شان المخالفة للاحکام الالهیة (فی ارتکاب الاثم نفسه فی الشدة) شأن النهی عن المعروف والامر بالمنکر علی عکس حکم الشرع یقول الله عزوجل. المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض یا مرون بالمعروف وینهون عن المنکر الی قوله عزوجل والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر.

شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیرحدیث مذکور ہے شبه به ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرة شرح مؤطا میں ہے قال ابن خزیمة انه من الکبائر التی یعاقب الله تعالیٰ علیها ان لم یعف. صغیرہ پر اصرار وسے کبیرہ کردیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا صغیرة علی الاصرار کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا رواه فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما. فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہیں عن المعروف وامر بالمنکر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض یا مرون بالمنکر و ینهون عن المعروف والی قوله عزوجل والمؤمنون والمؤمنت بعضهم اولیاء بعض یا مرون بالمعروف و وینهون عن المنکر.

الاثم یجعل نفسه اسیرة عذاب والمرغب فی الاثم نفسه وقع فی العذاب ویرید ان یوقع غیره فی العذاب. من یتبعه من الناس علیهم وزرهم و علی هذا وحده الوزر عددهم. یقول الرسول صلی الله علیه و آله وسلم من دعی الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذلک من اجور هم شیئاً ومن دعی الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من اتبعه لاینقص ذلک من اثامهم شیئاً. رواه الائمة احمد والستة الا البخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه واذا کان الفرار من الطاعون کبیرة فالترغیب فیه اشد کبیرة وکلا الرجلین فاسقان والاعلان بالفاسق ایضاً متحقق فی الحال غالباً والایتمام بالفاسق اثم والصلاة خلفه تکره تحریماً فی الغنیة لوقدموا فاسقاً یاثمون وفی ردالمحتار فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعاً فهو کالمبتدع تکره امامته لکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا.

منافق مرد اور منافقہ عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال ان سب پر اور ان کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من اتبعه لا ینقص ذلک من اجور هم شیئا و من دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من اتبعه لا ینقص ذلک من اثامهم شیئا. جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اسکی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمة احمد والستة الاالبخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اسکی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ اور دونوں فاسق ہیں اور غالباً اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا یاثمون ردالمحتار میں ہے فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا

المستحسن للفرار من الطاعون يفهم لوجاهلا بان الاحاديث الصحاح وردت بتحريمه ولو منكراً للاحاديث على علم فانه اشد ضال. فی شرح الموطا للعلامة الزرقانی تحت حديث عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله تعالیٰ عنه .فی الطاعون. فيه دليل قوی على وجوب العمل بخبر الواحد لانه كان بمحضر جمع عظيم من الصحابة فلم يقولوا لعبد الرحمٰن انت واحد وانما يجب قبول خبر الكافة ما اضل من قال بهذا والله تعالیٰ يقول. ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا وقرى فتثبتوا فلو كان العدل اذا جاء بنبا تثبت فی خبره ولم ينفذ لاستوى مع الفاسق وهذا خلاف القرآن ام نجعل المتقين كالفجار قاله ابن عبدالبر .قول الصحابی فی امر لا مدخل فيه للرای والاجتهاد دليل على قول الرسول ﷺ

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اسکی تحریم میں وارد ہیں اسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے شرح مؤطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ در بارۂ طاعون ہے فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانه كان لمحضر جمع عظیم من الصحابة فلم يقولو لعبد الرحمٰن انت واحد وانما يجب قبول خبر الكافة ما اضل من قال بهذا والله تعالیٰ يقول ان جاء كم فاسق بنبا فتبينوا وقرى فتثبتوا فلو كان العدل اذا جاء بنبأ تثبت فی خبره ولم ينفذ لا ستوى مع الفاسق وهذا خلاف القرآن ام نجعل المتقين كالفجار قاله ابن عبد البر. جس امر میں رای واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ ﷺ ہے۔

والا فلو خالف حديثا رواه هذا الصحابي نفسه وكانت المخالفة لظاهر النص فقط كتخصيص العام مثلا او تقييد للمطلق فهذا الاثر من الصحابي يعتبر تفسيرا لذلك الحديث المرفوع و يحمل (المرفوع) على خلاف الظاهر وان وقعت المخالفة للمفسر فيكون هذا صريح دليل على نسخ الحديث وانه قد علم الصحابي بالناسخ وان لم يكن هذا الصحابي راويا لذلك المرفوع فلو كان الامر لا يصلح ان يخفى على ذلك الصحابي فمخالفته تورث الشبهة فى قبول تلك الرواية المسندة والا فالمرجح هوالحديث (على قوله) كما يرجع على قول غير الصحابة مطلقاً مالم يبلغ حد الاجماع –فى مسلم الثبوت–

ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اسکے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہریگا اور اسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اس کا ناسخ معلوم تھا اور اگر یہ خود اسکے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقا جب تک حد اجماع تک نہ پہونچے۔ مسلم الثبوت میں ہے

روی الصحابی وحمل ظاهراً علی
غیره کتخصیص العام فالحنفیة علی
ماحمل لان ترک الظاهر بلا موجب
حرام فلا یترکه الا بدلیل قطعا ولو
ترک نصاً مفسرا تعین علمه بالناسخ
فیجب اتباعه وان عمل بخلاف خبره
غیره فان کان صحابیاً فالحنفیة ان
کان مما یحتمل الخفاء لایضراو لا
فیقدح وان کان غیر الصحابی ولو
اکثر الامة فالعمل بالخبر اھ مختصراً
وفیه-الرازی مناو البردعی والبزدوی
والسرخسی واتباعهم قول
الصحابی فیما یمکن فیه الرای
یلحق بالسنة لغیره لا لمثله و
نفاه الکرخی وجماعة وفیما لا
یدرک بالرأی فعند اصحابنا
اتفاق فله حکم الرفع اھ ملتقطاً.

روی الصحابی وحمل ظاهر اعلی غیره
کتخصیص العام فالحنفیة علی ماحمل
لان ترک الظاهر بلا موجب حرام فلا
یترکه الا بدلیل قطعا ولو ترک نصاً
مفسرا تعین علمه بالناسخ فیجب اتباعه
وان عمل بخلاف خبره غیره فان کان
صحابیاً فالحنفیة ان کان ممایحتمل
الخفاء لایضراولا فیقدح وان کان غیر
الصحابی ولو اکثر الامة فالعمل بالخیر
اھ مختصرا اسی میں ہے الرازی منا
والبردعی والبزدوی والسرخسی
واتباعهم قول الصحابی فیما یمکن فیه
الرای یلحق بالسنة لغیره لا لمثله و نفاه
الکرخی وجماعة وفیما لا یدرک
بالراوی فعند اصحابنا اتفاق فله حکم
الرفع اھ ملتقطا.

هذا كلام مجمل والنظر يختص بالمجتهد وحديث الطاعون انما هو من هذا القبيل فخفاء ه على بعض الصحابة بل على اكثرهم لم يكن مظنة للعجب كما ثبت من حديث الصحيحين ان امير المومنين عمر الفاروق رضی الله تعالیٰ عنه لما اخبر فی میسره الی الشام بالطاعون دعی اولاً المهاجرین العظام ثم الانصار الکرام ثم مشیخة قریش من مهاجرة الفتح واستشارهم کل قال مابداله ولم یکن عند احد خبر عن امر الرسول ﷺ فی هذا ولم یکن امیر المومنین نفسه یعلم به حتی اخبرهم عبد الرحمٰن بن عوف وکان قدذهب لبعض شانه بقول النبی ﷺ (قال (ای العلامة الازهری) ان عندی فی هذا علما سمعت رسول الله ﷺ یقول اذا سمعتم بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه) وبه اخذ. لذلک ثبت من حدیث الصحیحین ان سعد بن ابی وقاص احد

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کیلئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جسکا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابۂ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم ﷺ معلوم نہ تھا نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انہوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اسی پر عمل کیا گیا۔ یونہیں صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد

العشرة المبشرة لما لم يكن يعلم بقوله ﷺ اذا سمعتم بالطاعون فی ارض فلا تقدموا علیها واذ وقع فی بلدکم فلا تفروا امنہ (اھ بالمعنی) حتی اسمعہ حب رسول اللہ ﷺ وابن حبہ اسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو کان طفلا بمرأی منہ بل ثبت من الصحیحن ایضاً ان سعداً رضی اللہ تعالیٰ عنہ استفاد منہ العلم بھذا بعد ما سالہ عنہ فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسال اسامة بن زید ماذا سمعت من رسول اللہ ﷺ فی الطاعون فقال اسامة قال رسول اللہ ﷺ الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فراراً منہ.

العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ رسول اللہ تعالیٰ ﷺ کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کے بچے ہیں انہیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے سوال کر کے اس کا علم حاصل فرمایا۔ فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسال اسامة بن زید ماذ اسمعت من رسول اللہ ﷺ الطاعون رجزار سل علی نبی اسرائیل علیٰ من کان قبلکم فاذا اسمعتم بہ بارض فلا تقلموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرار منہ

وفی صحیح مسلم بعد ماذکر حدیث اسامة بن زید وحدثنیه وهب بن عتبة فذکر بسنده عن ابراهیم بن سعد بن مالک عن ابیه عن النبی ﷺ بنحو حدیثهم فالخلاف المروی عن رجل اورجلین من الصحابة کان قبل الاطلاع علی الحدیث مثل عمرو بن العاص الذی کان یخاف الطاعون جداً اشار علی الناس بان یتفرقوا ورد علیه معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه وهو اعلم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء الی یوم القیام ردا شدید وابان له حدیث سید الوری ﷺ ورده کاتب الوحی شرحبیل بن حسنة ابلغ رد وروی انه ﷺ نهی عن الفرار من الطاعون ورجع عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه عن رایه فوراو صدقه. أخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبد الرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون با لشام فقال عمرو بن العاص رضی الله تعالی عنه ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الاودیة والشعاب فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول الله ﷺ وعمرو اضل من حمل اهله.

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحدثنیه وهب بن بقیة فذکر بسنده عن ابراهیم بن سعد بن مالک عن ابیه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بنحو حدیثهم. تو وہ ایک صحابہ سے جو اس کا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ طاعون سے بہت خوف کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اعلم الناس با لحلال والحرام وامام العلماء یوم القیام ہیں ان کا رد شدید کیا اور سید عالم ﷺ کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی ﷺ کا منع فرمانا روایت کیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور انکی تصدیق کی

اخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبد الرحمان بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الاودیة والشعاب فبلغ ذلک شر حبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول الله ﷺ وعمرو اضل من حمل اهله

ان هذا الطاعون دعوة نبيكم
ورحمة ربكم ووفاة الصالحين
قبلكم الحديث ولفظ ابن عساكر عن
عبد الرحمٰن ابن غنم قال كان عمر
وبن العاص حين احس بالطاعون
فرق فرقاً شديداً فقال يايها الناس
يتددوافی هذه الشعاب و تفرقوا فانه
قدنزل بكم امر من الله تعالیٰ لا اراه
الارجزاً او الطوفان–قال شرحبيل بن
حسنة رضی الله تعالیٰ عنه قد صاحبنا
رسول الله ﷺ وان اضل من حمار
اهلک قال عمرو بن العاص رضی
الله تعالیٰ عنه صدقت قال معاذ رضی
الله تعالیٰ عنه لعمر وبن العاص
كذبت ليس بالطوفان ولا
بالرجزولكنها رحمة ربكم و دعوة
نبيكم وقبض الصالحين قبلكم
الحديث ورواه الامام الطحاوی فی
شرح معانی الآثار من حديث شعبة
عن يزيد بن خمير قال سمعت

ان هذا الطاعون دعوة نبيكم و رحمة
ربكم ووفاة الصالحين قبلكم الحديث و
لفظ ابن عساكر عن عبد الرحمن بن غنم
قال كان عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ
عنه حين احس بالطاعون فرق فرقاً شديداً
فقال يايها الناس تبد دوافی هذه الشعاب
وتفرقوا با نه قد نزل بكم امر من الله تعالیٰ
لا اراه الارجزاوا الطوفان قال شرحبيل بن
حسنة رضی الله تعالیٰ عنه قد صا حبنا
رسول الله ﷺ وانت اضل من حمار
اهلک قال عمرو رضی الله تعالیٰ عنه
صدقت قال معاذ رضی الله تعالیٰ عنه
لعمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه
كذبت ليس بالطوفان ولا بالرجز ولكنها
رحمة ربكم و دعوة نبيكم وقبض
الصالحين قبلكم الحديث وراه الامام
الطحاوی فی شرح معانی الآثار من
حديث.

شعبة عن يزيد بن خمير قال سمعت

شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ ﷺ فسمعتہ یقول انھا رحمة ربکم و دعوة نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا لہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمر وبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق. وللحدیث طرق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنة فقال واللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظر واما یقول قال رسول اللہ ﷺ اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تھربوا فان الموت فی اعناقکم وان کان بارض فلا تدخلو ھا فانہ یحرق القلوب.

بعض الناس ینسبہ (الفرار من الطاعون) الی امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولکن امیر المومنین (عمر) نفسہ یقول الناس یزعمون انی فررت من الطاعون—الٰھی ابرء الیک من ھذہ التھمة.

شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمر وتفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ ﷺ فسمعتہ یقول انھا رحمة ربکم ودعوة نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا لہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق وللحدیث طریق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال واللہ لقد اسلمت وانا امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظروا ما یقول قال رسول اللہ ﷺ اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تھربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب. بعض لوگ اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی میں اس تہمت سے تیری براءت کرتا ہوں۔

روی الامام الاجل الطحاوی عن زید بن اسلم عن ابیه قال قال عمر بن الخطاب اللهم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرؤ الیک من ذلک هذا مختصر.

(وبماقرر(تقریر علی ما سبق لاستاذنا الشیخ وجواب مما یهم خلافا ما سبق.م) سیدنا الامام الجد الشیخ احمد رضا قدس سره حصل الجواب کما اثره الامام العینی عن ابن جریر من الخلاف عن السلف فی الفرار من الطاعون و نصه ذکر ابن جریر الخلاف عن السلف فی الفرار منه و ذکر عن ابی موسی الاشعری انه کان یبعث بنیه الی الاعراب من الطاعون و عن الاسود بن هلال و مسروق انهما کانا یفران منه و عن عمرو بن العاص انه قال تفرقوا فی هذا الرجز فی الشعاب والاودیة ورؤس الجبال فبلغ معاذا فانکره وقال بل هو شهادة.

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں "عن زید بن اسلم عن ابیه قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه اللهم ان الناس زعمو انی فررت من الطاعون وانا ابرؤ الیک من ذلک هذا مختصر"

ورحمة و دعوة نبيكم وكان بالكوفة
طاعون فخرج المغيرة منها فلما كان
فى حضار بنى عوف طعن فمات واما
عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه
فانه رجع من سرع ولم يقدم عليه
حين قدم الشام وذلك لدفع الاوهام
المشوشة لنفس الانسان ٢ والجواب
انه محمول على الخلاف قبل العلم
بخبر رسول الله ﷺ وانه لم يبق
خلاف بعد العلم بحديث النبى ﷺ
كما هو ظاهر من قصة سيدنا عمر بن
الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه ا
لمأثورة عن الصحيحين وقد
اشار الى القصة الامام العينى
نفسه وان لم يتعرض لاخذ الناس
جميعا بحديث عبد الرحمٰن بن
عوف رضى الله تعالىٰ عنهما ولو
انه تعرض لظهر ماقرره الشيخ
الامام احمد رضا قدس سره من

كون الخلاف قبل الاطلاع على
الحديث وانه زالا الخلاف لما حصل
لهم العلم بحديث الرسول ﷺ في
ذلك وانهم عن آخرهم اخذ
وابالحديث يفهم هذا في غضون
كلام الامام العيني نفسه غير انه اوهم
بصنيعه حيث ذكر قصة عمر
مختصرة في اثناء ذكر الخلاف اوهم
بصنيعه هذا خلافا ما يفهم في غضون
كلامه واذ ثبت بقصة عمر انه اخذ
بحديث عبد الرحمٰن بن عوف
كسائر الصحابة علم انه فلم يفر من
الطاعون وانما عمل بمقتضى
الحديث كما هو مصرح به في نفس
القصة وفي نفس كلام الامام العيني
اشارة من طرف خفي الى هذا غير انه
كان المقام يقتضي مزيد تنقيح و
تصريح من هنا يتبين لك ما تميز به
سيدنا الجد الامام احمد

رضا قدس سره من حسن التقرير والتنقيح وهذا امر خصه الله سبحانه و تعالیٰ به و ميزه عن اقترانه بل و عن كثير ممن سلف ذلک فضل الله یوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم كما انه لم يتعرض لرجوع سيدنا عمر و بن العاص رضی الله عنه حين رد عليه معاذ قوله و تلقيه لاثر الرسول ﷺ بالقبول مما يدل على انه لم يقر من خالف على الخلاف بل ردوا عليه وانه رجع المخالف عن رأيه واخذ بالحديث المروى عن النبی ﷺ واما ماذكر فی اثناء ذكر الخلاف عن ابی موسیٰ الاشعری انه كان يبعث بنيه الاعراب فليس من الخلاف فی شیٔ اذليس ذلک فرارا من البالغين وانما كان بعث بنيه الاعراب لاجل ان يتقویٰ على الصبر بالاقامة فی البلد لوقدروا ان طعن ولا يشتغل ولا يتحرز ان ضعف عن تعهد البنين وما ماذكر عن هلال و مسروق وغيرهما محمول على عدم العلم بالحديث).

حرم رسول الله ﷺ الفرار من الطاعون وليس فيه تخصيص للبلد ونواحيه(بحكم) وهكذا حديث جابر عند احمد الامام وامام الائمة ابن خزيمة قال رسول الله ﷺ الفار من الطاعون لى كالفار من الزحف والصابر فيه كالصابر فى الزحف. وفى رواية اخرىٰ لهما ان رسول الله ﷺ قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف ومن صبر فيه كان له اجر شهيد وحديث ام المومنين الصديقه فى مسند الامام احمد مثل حديث جابر فى الطرف الاول (اى الفار من الطاعون) وعند ابن مسور(عنها) هكذا قال رسول الله ﷺ الفرار من الطاعون كالفرار من الزحف والرواية عند احمد هكذا قال رسول الله ﷺ. الطاعون غدة كغدة البعير والمقيم بها كالشهيد والفار منها كالفار من الزحف.

رسول اللہ ﷺ نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر و بیرون شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام احمد و امام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ کالصابر فی الزحف' طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر و استقلال کرنے والا ہانہیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید" طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کئے رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارۂ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " الفرار من الطاعون کالفرار من الزحف" طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔ احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف"

ولفظ الحديث في مسند ابی یعلی هكذا قال رسول الله ﷺ. وخزة تصيب امتی من اعدائهم من الجن كغدة البعير من اقام عليها كان مرابطاً ومن اصيب به كان شهيدا والفار منه كالفار من الزحف وروایة المعجم الاوسط هكذا قال رسول اله ﷺ الطاعون شهادة لامتی ووخز اعدائكم من الجن غدة كغدة البعير تخرج في الآباط والمراق —من مات فيه مات شهيداً ومن اقام فيه كان كالمرابط في سبيل الله ومن فرمنه كان كالفار من الزحف— **اقول**:- اولاً في جميع هذه الالفاظ للاحاديث وعيد شديد على الفرار من الطاعون وترغيب اكيد في الصبر بالاقامة فيه وليس فيها شي من التقييد بالبلد اوالمحلة او حوالى البلد فمهما يكن من تحول و تحرک للفرار من الطاعون وان كان في احياء نفس البلد فانه منسحب تحت حكم هذا الوعيد من غير شبهة.

طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اس کے گلٹی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے مسند ابی یعلی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "وخزة تصيب امتی من اعداء هم من الجن كغدة الابل من اقام عليها كان مرابطا ومن اصيب به كان شهيداً والفار منه كالفار من الزحف" طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہونچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی جو مسلمان اس پر صبر کے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہو اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو" معجم اوسط" کی روایت یوں ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الطاعون شهادة لامتی ووخز اعدائكم من الجن غدة كغدة البعير تخرج في الاباط والمراق من مات فيه مات شهيدا ومن اقام فيه كان كالمرابط في سبيل الله ومن فرمنه كان كالفار من الزحف" طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے والے کے مثل ہو اقول اولاً ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کیلئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہ اس وعید و تہدید کے نیچے داخل ہے۔

ثانیاً حدیث عائشة ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا المخرج فی صحیح البخاری ورد فی مسند الامام احمد بسند صحیح علی شرط البخاری ومسلم ورواتہ رجال البخاری فی ج۶ آخر ص ۳۵۱ و اول ص ۳۵۲ ھکذا. حدثنا عبد الصمد حدثنا داؤد حدثنی ابن ابی الفرات حدثنا عبد اللہ بن بریدة عن یحییٰ بن یعمر عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا قالت سالت رسول اللہ ﷺ عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ ﷺ انہ کان عذاباً یبعثہ اللہ علی من یشاء فجعلہ رحمة اللمومنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابراً محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ماکتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید. فی ھذا الحدیث الصحیح تصریح خاص بالمکث فی البیت.

ثانیاً حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی صحیح بخاری شریف مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں بسند صحیح برشرط بخاری ومسلم برجال بخاری جلد ششم آخرہ ص ۱۵۱ واول ص ۳۵۲ میں یوں ہے حدثنا عبد الصمد ثنا داؤد یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبد اللہ بن بریدة عن یحیی بن یعمر عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت سالت رسول اللہ ﷺ عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ ﷺ انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالیٰ علی من یشاء فجعلہ رحمة للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ماکتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید. یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کیلئے اسے رحمت کردیا ہے تو جو شخص زمانۂ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کرے طلب ثواب کیلئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اس کیلئے شہید کا ثواب ہے اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثا تامل قليلا فانه لا اختلاف اصلاً في هذا الحديث وفي حديث البخاري. لفظ صحيح البخاري في كتاب الطب هكذا ليس من عبد يقع الطاعون فيمكث في بلده صابراً وفيه عند ذكر بني اسرائيل ليس من احد يقع الطاعون فيمكث في بيته صابراً محتسبا و معلوم بداهة انه ليس المراد ان يقع الطاعون في موضع ما من الارض فقوله في بلده في حديث البخاري وقوله في بيته في حديث احمد يتعلق كل منهما بكل من يقع ويمكث على سبيل التنازع. قال الامام العيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري قوله في بلده مما تنازع الفعلان فيه اعني قوله يقع وقوله ويمكث فكان محصل الروايتين كلتيهما ان من وقع الطاعون ببلده مامور بان لا يفر من بلده ومن وقع في نفس بيته. ينهى عن الفرار من البيت وكان مآل الحاصل ان لا يفر من الطاعون. ان الفرار

ثالثا ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلا اختلاف نہیں صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا۔ اور ذکر بنی اسرائیل میں لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ بر سبیل تنازع بمکث ویقع دونوں سے متعلق ہیں۔ امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں قولہ فی بلدہ مماتنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ یمکث تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے شہر یا گھر سے بھاگنا

من البلد او البيت ليس ممنوعا لذاته-لو ان جبارا ظالما دخل البلد لالقاء القبض على رجل وفرهذا الرجل من البلد للخلاص منه فلا مواخذة ابدا وان فرفي زمن الطاعون اذ لم يكن هذا فرارا من الطاعون بل كان فراراً من ظلم الظالم والله بالنية عليم لهذا قال في حديث عبد الرحمن بن عوف اذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه ولم يقل منها وفي حديث اسامة بن زيد رضي الله تعالى عنهما بالرواية التامة عند الشيخين مثله وجاء في مسلم هكذا فلا تخرجوا منها فرارا منه. لا جرم ان وردفي شرح صحيح مسلم اتفقوا على جواز الخروج بشغل وغرض غير الفرار و دليله صريح الاحاديث وبمثله صرح في الحديقة الندية واقره واذا كان مطمح النظر الفرار من الطاعون وليس الفرار من البلد فالبحث حول فناء الشهر هل يدخل في هذا الحكم مثل الجمعة اوهومثل السفر خارج عن الموضوع فاي تنقل و تحرك لمحض الفرار من الطاعون مندرج تحت المنهي ولو كان في نواحي البلد اوفي الفناء اوفي احياء البلد نفسه.

لذاتہ ممنوع نہیں اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلماً اسکی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہر گز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے ولہذا حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ میں ارشاد ہوا اذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه نہ کہ منہا اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما روایت تامہ شیخین میں اسکے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی فلا تخرجوا منها فرارمنه لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے واتفقوا على جواز الخروج بشغل وغرض غير الفرار و دليله صريح الاحاديث اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمع نظر فرار فرار عن الطاعون ہے نہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل و حرکت ہو سب زیر نہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں

رابعاً :- لو تاملت فان هذا
الحديث فيمكث في بلده بنفسه يابى
الفرار (من الطاعون) الى بعض احياء
البلد - لم يقل فيه فيمكث في بلده
فقط بل قال جليا يمكث في بلده
صابراً محتسباً يعلم انه لا يصيبه الا
ما كتب الله له (معناه) انه يمكث في
بلده متحليا بثلاث خلال (۱) الصبر
والثبات (۲) التسليم والتفويض
والاحتساب وطلب الثواب على
الرضا بالقضا (۳) الاعتقاد حقاً بانه
لا يصيب بلاء بغير قضاء. الآن اسبر
حال من وقع الطاعون في ناحية من
بلده وهو فر خوفاً منه هاجراً لبيته الى
ناحية اخرى هل يعتبر هذا صابرا ثابتا
وراضيا بالقضاء. لو كان هذا بهذه
المثابة فلما ذا فر. فاقامته في البلد
ليس للصبر والرضا بل لاجل ان هذه
الناحية منيعة حتى الآن. فلووقع
الطاعون غداً ههنا تراه فاراً من هاهنا
ايضاً ثم لو نزل خارج البلد واصاب
ذلک الموضع الوباء فانه يهجر
المضافات و يتنسم الراحة في بلدة
اخرى فانى يصدق عليه صابراً
محتسباً.

رابعاً نظر کیجے تو خود یہی حدیث فیمکث فی
بلدہ محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرما
رہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں
رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا یمکث فی بلدہ
صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ
الا ما کتب اللہ لہ اپنے شہر میں تین وصفوں
کے ساتھ ٹھہرے اول صبر و استقلال دوم تسلیم و
تفویض و رضا بالقضا پر طلب ثواب سوم یہ سچا
اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی اب
اسکے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک
کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اسکے خوف
سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا
اسے ثابت قدم و صابر و مستقل و راضی بالقضا کہا
جائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا شہر میں اسکا
قیام صبر و رضا کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ
شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو
اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھئے گا اگر اب
بیرون شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو وہ
مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لیگا
پھر صابراً محتسباً کہاں صادق آیا۔

خامسا:- يمكن ان يعلم بملاحظة ما جعله سيد الورى ﷺ مماثلا للفرار من الطاعون اعنى الفرار من الزحف ان الفرار لا ينحصر فى الذهاب الى بلد آخر مهاجراً لبلده.

لو ان امام المسلمين يجاهد الكفار خارج البلد وجلس بعض الناس فى بيوتهم فراراً من المقاومة افلا يكون هذا فراراً-(يكون هذا فرارا ولا بد بل فضلاً عن القعود فى البيوت لو اختفى هولاء فرارا من المعركة فى جبل او مغارة فى نفس الميدان لامحالة يلحقهم العار من اجل الفرار فى الحال لانهم على كل حال هجروا ميدان القتال وضربوا صفحاً عن لقاء الكفار. ونص القرآن صريح دليل على هذا.

خامساً سید عالم ﷺ نے فرار عن الطاعون کوجسکا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار فقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلۂ کفار سے منہ موڑا نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے قال الله عزوجل ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعن انما استزلهم الشيطن ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حليم. وقال جل من قائل ولقد عفا عنكم والله ذوفضل على المومنين. اذتصعدون ولا تلون على احد والرسول يدعوكم فى اخريكم فاثابكم غما بغم الآية معالم میں ہے قرأ ابو عبد الرحمن السلمى وقتادة تصعدون بفتح التاء والعين والقرأة المعروفة بضم التاء وكسر العين والاصعاد السير فى الارض والصعود الارتفاع فى الجبال والسطوح وكلتا القرأتين صواب فقد كان يومئذ من المنهزمين مصعد وصاعد اھ باختصار.

سادسا:۔ من جملة الحكم التى منع من اجلها الحكيم الكريم الرؤف الرحيم عليه وعلى آله عليه الصلوة والتسليم عن الفرار من الطاعون انه لوفر الاصحاء لضاع المرضى ولايبقى من يمرضهم ولامن يتعهدهم فمن يقوم بتجهيز الموتى وتكفينهم كماشاع فى الوثنين ببلدنا ونواحيه ان الاولاد هجروا الاباء والامهات والاباء والامهات تركوا الاولادو اتخذوا سبيلهم و العمال حملوا جيف اكابرهم على العربات واصلوهم النار ولو ان الشرع المطهر اذن المسلمين بالفرار لكان هذا العجز وفقد العون احدق بالمرضى والموتى منهم الامر الذى حرم الشرع قطعا قال فى ارشاد السارى فى صحيح البخارى (لاتخرجوا فرارا منه

سادسا جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیراں پھر جو مریں گے انکی تجہیز وتکفین کون کریگا جس طرح فوراً آجکل ہمارے شہر اور گردنواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے

(لا تخرجوا فرارا منه.

فانه فرار من القدر ولئلا يضيع المرضى
لعدم من يتعهدهم والموتى لعدم من
يجهز وقال الزرقاني في شرحه على
الموطاء نحوه واقره العيني في شرحه
على الصحيح البخاري بعدما نقله و
الظاهر ان علة المنع كماهي في الفرار
الى بلد اخر كذلك هي في النزول
بنواحي البلد بل هي كذلك في
السكن في حي الاصحاء تاركاً الحي
المرضى فالحق ان التجول بنية
الفرار حرام مطلقاً و ايضا هذه العلة
توجب ان هذا الحكم (اى المنع عن
الفرار) ليس في الطاعون فقط بل
نفس الحكم في كل وباء ولهذا قال
الشيخ المحقق في اشعة اللمعات في
شرح المشكوٰة الذى ذكر في
الاحاديث وورد النهي عن الفرار عنه
واوعد عليه وشبهه بالفرار من الزحف

فانہ فرار من القدر ولئلا یضیع
المرضی لعدم من یتعهدهم والموتی
لعدم من یجهز۔ اسی طرح زرقانی شرح موطا
میں ہے عینی شرح بخاری میں بھی اسے نقل
کر کے مقرر رکھا ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح
غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یوں ہیں بیرون
شہر جا پڑنے بلکہ محلۂ مریضان چھوڑ کر محلۂ
صحیحان میں جا بسنے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت
فرار مطلقا نقل و حرکت حرام ہے نیز یہ علت
موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی
حکم ہے ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالی نے اشعۃ
اللمعات شرح مشکوۃ میں فرمایا انچہ
دراحادیث مذکور شدہ وبرگریختن ازاں
وبیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد
دراں نہی کردہ ووعید نمودہ وتشبیہ بفرار از زحف

وجعل الصبر عليه شهادة المراد منه الوباء والموت العام والمرض الشامل وليس مخصوصاً بما عينه الاطباء ولهذا ذكر في الاحاديث بلفظ الوباء والموت العام وان ورد بلفظ الطاعون ايضا لكن المراد معنى الوباء واخطأ من حمله على مصطلح الاطباء واباح الفرار في غيره (الطاعون)

فائدة :۔ روى الامام احمد في المسند وابن سعد في الطبقات عن ابي عسيب رضي الله تعالیٰ عنه بسند صحيح قال رسول الله ﷺ اتاني جبرئيل بالحمى والطاعون فامسكت الحمى بالمدينة وارسلت الطاعون الى الشام فالطاعون شهادة لامتي ورحمة لهم ورجس على الكافرين وكان الصديق رضي الله تعالیٰ عنه.

داده بر صبر براں بشہادت حکم کردہ مراد وبا و موت عام و مرض عام ست و مخصوص بانچہ اطبا تعیین نمودہ اند نیست ولہذا در احادیث بہ لفظ وبا و موت عام مذکور شدہ و اگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ اما مراد معنی وباست و غلط کردہ کہ طاعون را بر مصطلح اطبا حمل کردہ و در غیر آں فرار مباح داشتہ و اگر قضا برہمیں معنی محمول باشد بروے از وبا خواہد بود نہ مخصوص بآں و ایں قائل آں احادیث را کہ در روے لفظ وبا و موت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت ۔نسال اللہ العافیۃ ۔

فائدہ امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابو عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " اتاني جبريل بالحمى والطاعون فامسكت الحمى بالمدينة وارسلت الطاعون الى الشام فالطاعون شهادة لامتي ورحمة له ورجس على الكافرين " میرے پاس جبریل علیہ الصلوۃ والتسلیم بخار اور طاعون لیکر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا تو طاعون میری امت کیلئے شہادت و رحمت اور کافروں پر عذاب لعنت ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا۔

يعلم انه امر بالطاعون فارسل الى الشام وقد عزم على غزو الشام فكان يبايع من ينفذه من الجيش الى الشام على كلا الامرين احدهما ان لا يفر من طعن الاعداء و الاخر ان لا يفر من الطاعون روى الامام مسدد شيخ البخارى ومسلم فى مسنده عن ابى السفر قال كان ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه اذا بعث الى الشام بايعهم على الطّعن والطاعون من هنا ظهر حقا ان المرغب المسلمين فى الفرار عن الطاعون ليس بنا صح لهم بل يبغيهم خبالا وان منع الاطباء من الصبر عليه و المكث فيه طريق يخالف الخير والصلاح والله سبحانه وتعالىٰ ارسل نبينا ﷺ رحمة للعلمين وجعله بالمومنين خاصة رؤفا رحيما وورد فى الحديث فى ابى بكر.

کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت وعہد و پیمان لیتے ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابو السفر سے روایت کرتے ہیں قال کان ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی الطعن والطاعون یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں بد خواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اس میں صبر و استقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں کیلئے رحمت بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا۔

ارحم امتی بامتی ابوبکرفلو ان الفرار من الطاعون کان فیه الخیروفی المکث فیه الشرفلماذا کان ﷺ حرض المسلمین علی المکث فیه وهوارحم وأرف بهم من اباء هم وامهاتهم ولماذا کان منع من الفراربتاکید شدید ولماذا بایع ابو بکر وهوارحمهم بالامة لما ذا بایعهم ان لایفروا منه.

علم من هناان المرغبین للناس بالفرارعن الطاعون هم الذین یبغون الناس الشر ویفهمون الناس بالعکس والعیاذ بالله تعالیٰ

مثل هولاء (المرغبین فی الفرار عن الطاعون) کمثل امراة سفیهة مختبلة غیر مثقفة معوج الفهم ترغب ولدها فی الفرار عن المدرسة حین تشاهد مشقة فی الدرس وشدة من الاستاذ تحسبه بالباطل محبة وهو صریح عداوة-قال الشاعر بالفارسیة. ع

اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ارحم امتی بامتی ابوبکر حدیث میں آیا یعنی جو رافت و رحمت میری امت کے حال پر ابو بکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کا عہد و پیمان لیتے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے۔ع

دوستی بخیر داں دشمنی است

(الصداقة مع المحرومين من العقل عداوة)الشقى ذلك الولد الذى ينقاد لامه ولا يبالى بتاكيد الاب وتهديده بل هذا الشان اسوء من ذلك المثال. المشقة فى الدراسة فى المدرسة على الجميع والشدة من الاستاذ على الاكثر وليس ضروريا حيث فشى الطاعون ان يبتلى الجميع اوالاكثر بل المحفوظون يكون عددهم اكثر باذنه تعالىٰ ولهذا بطل قياس هذه الحالة على النار والزلزال ومحض الوسوسة ان يعدالمكث فى الطاعون مندرجاً فى المنهى بقوله تعالىٰ ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة لان الهلاک غالب فيهما (النار والزلزال) كما مرفى كلام الشيخ المحقق (عبد الحق قدس سره) وحق الهلاک ان يظن امر المصطفى ﷺ الذى هو عين الرحمة ضائراً يحسب رأى الاطباء والدكاترة بازاء امره ﷺ نافعاً للنفس — ع

دوستی بخیر داں دشمنی ست۔ بدنصیب وہ بچہ کہ اسکے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے۔ بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالیٰ محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل و لا تلقوا بايديكم الى التهلكة کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ ان میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع۔

بیں که از که بریدی وباکه پیوستی
انظر عمن تخلیت وبمن
لحقت ولا حول ولا قوة الا بالله
العلی العظیم من اجل هذا جری دآب
السلف الصالح علی الصبر والمکث
فی الطاعون یقول الامام ابو عمر بن
عبد البر لم یبلغنی عن احد من حملة
العلم انه فرمنه الا ماذکر المدینی ان
علی ابن زید بن جدعان هرب منه الی
السبالة فکان یجمع کل جمعة فاذا
رجع صاحوابه فرمن الطاعون فطعن
فمات بالسبالة. و علی بن زید هذا
لم یکن من العلماء
المستندین-ضعفه الائمة سفیان بن
عینیة وحماد بن زید واحمد بن
حنبل ویحیٰ بن معین وابو حاتم وابن
خزیمة والعجلی والدار قطنی
وغیرهم من ائمة الجرح والتعدیل و

بیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی۔ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ولہذا سلف
صالح کاداب یہی رہا کہ طاعون میں صبر
واستقلال سے کام لیتے امام ابو عمر بن عبد البر
فرماتے ہیں لم یبلغنی عن احد من حملة
العلم انه فرمنه الا ماذکر المداینی ان
علی بن زید بن جد عان هرب منه الی
السبالة فکان یجمع کل جمعةٍ ویرجع
فاذا رجع صاحوابه فرمن الطاعون
فطعن فمات بالسبالة یعنی مجھے کسی کی نسبت
یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ
جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جد عان
طاعون میں شہر سے بھاگ کر سبالہ کو چلے گئے
تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ
جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے
بھاگا ہے آخر سبالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو
کر مرے یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علماء سے
نہ تھے امام سفین بن عیینہ و امام حماد بن زید
و امام احمد بن حنبل و امام یحیٰ بن معین و امام
بخاری و امام ابو حاتم و امام ابن خزیمہ و امام عجلی
و امام دار قطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح و تعدیل

على هذا لم يكن سديدا فى مذهبه قال العجلى كان متشيعا بل روى عن الامام يزيد بن زريع انه كان رافضيا ثم هذا الامر منه لم يجر فى حين ثبات العقل وصحة الحواس فقد اختل عقله فى آخر عمره قال الامام شعبة بن الحجاج حدثنا على قبل ان يختلط قال الفسوى اختلط فى كبده ثم كونه يجئ كل جمعة الى البصرة ومرجعه بعد الصلاة دليل واضح على ان السبالة كان موضعاً قريباً من البصرة توفى على بن زيد ١٤١ھ وكان زمنه زمن التابعين فثبت ان التحول الى مضافات البلد منحوظ فى سلك الفرار المحرم الذى من اجله تعرض هذا الرجل لطعن الناس فى البلد كله واشير اليه بكل اصبع كان اهل البلد فى كل جمعة وهم التابعون واتباعهم يصيحون به حين ينقلب يقولون هو فرا من الطاعون. والعياذ بالله تعالىٰ تنبيه نبيه.

نے ان کی تضعیف کی اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا پھر اس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا حدثنا علی قبل ان یختلط فسوی نے کہا اختلط فی کبرہ. پھر ہر جمعہ کو نماز کیلئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سبالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ. تنبیہ نبیہ:-

كما ان الفرار من الطاعون حرام كذلك الاقدام عليه بالذهاب الى بلد فشى فيه الوباء مؤثم. وردالمنع فى الاحاديث الصحيحة من كلا الامرين. فى الاول فرار من القدر وفى الثانى مقاومة للبلاء و العذر لذلك بابداء التوكل محض سفاهة التوكل ليس معارضة للاسباب يقول الامام الاجل ابن دقيق العيد. الاقدام عليه تعرض للبلاء ولعله لايصدر عليه وربما كان فيه ضرب من الدعوى لمقام الصبر فمنع ذلك لاغترار النفس و دعواها ما لاتثبت عليه عند التحقيق (ويؤيد(تقرير للعلامة الشيخ دام ظله على ماسبق) ما اثره السيد الجد الامام احمد رضا عن العلامه ابن دقيق العيد ما ورد فى الصحيح عن النبى ﷺ لا تمنوا لقاء العدوو وسلوا الله العافية فاذا لقيتم فاثبتوا) لاشبهة

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کیلئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کیلئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الاقدام علیہ تعرض للبلاء و لعله لا يصبر عليه و ربما كان فيه ضرب من الدعوى لمقام الصبرا والتوكل فمنع ذلك لا غترار النفس و دعوها مالاثبت عليه عند التحقيق.

في المنع عن هذا لقي ماحكم التحول عن
بلد وقع فيه الطاعون اذالم يكن على قصد
الفرار وما حكم المجيء الى بلد فشى فيه
الطاعون اذا لم يكن البقلوم على وجه المقاومة
للبلاء فالمحقق عند علمائنا ان هذا ليس حراما
لذاته ولكن هنا نظرا للحزم واحد الامر من قبل
حالتان.احداهما ان المرء كامل الايمان قدس
سره في قلبه بشاشة ونورانية قوله تعالىٰ لن
يصيبنا الا ما كتب الله لنا لا يعتريه ندم حين
يذهب حيث وقع الطاعون لامر ويطعن ولا
يحيل اليه انه قدم بغير حق وابتلي ولا يظن
اذا تحول عن بلده لامر انه حصل له امر
حسن اذ نجى من البلاء وجملة القول ان
ذهابه و مجيئه يكون كما كان يكون في
غير زمن الطاعون فمثل هذا الرجل

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں
اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اسکے
مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا
دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے
اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے
خود حرام نہیں مگر نظر بہ پیش بینی یہاں
دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان
ہے لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا کی
بشاشت ونورانیت اسکے دل کے اندر سرایت
کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو
جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی
عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلا نے لے لیا یا
کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کریگا کہ
خوب ہوا جو اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اس
کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے
کے زمانہ میں ہوتا۔

له الاذن خالصة بان يذهب ويجي لامره ويفعل مايشاء لانه لا نية في الحال له فاسدة ولا يظن به فساد القصد في المستقبل ومن لم يكن بهذه المثابة فانه مكروه له (الفراروالتحول) فانه يخشى عليه فساد النية في الآتي وان لم يكن له نية فاسدة في الحال حتى يحكم على صنيعه بالحرمة لذلک يكره صنيعه (بالنظر لما يخشى عليه في الآتي).

الاحاديث التي ورد فيها المنع عن الخروج عن بلد طعن والمنع عن الذهاب الى بلد كذلک كالمروى عن اسامه اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتد خلوها واذا وقع بارض و انتم بها فلا تخرجوا منها رواه الشيخان او المروى من حديث عبد الرحمٰن بن عوف فاذا سمعتم به بارض فلا تدخلوها رواه الطبراني في الكبير والحديث.

تو اسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوها واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها رواه الشيخان یا ایک روایت حدیث عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ فاذا سمعتم به في ارض فلا تدخلوها رواه الطبراني في الكبير.

المروی عن عکرمة بن خالد المخرومی عن ابیه وجده رضی الله تعالیٰ عنه اذا وقع الطاعون بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها وان کنتم بغیرها فلا تقدموا علیها رواه احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع لو حملت علی الاطلاق ولم تقید بنیة الفرار ومقاومة البلاء بناء علی ما حقق الامام ابن الهمام (واذا تقرر (تقریر مهم لشیخنا الاستاذ) ان المطلق لا یحمل علی المقید من غیر ضرورة فلیحمل الوعد بالشهادة علی اطلاقه حیث اطلق ولم یقید بالموت فی الطاعون کما ورد فی حدیث عائشة رضی الله عنها الذی خرجه الامام البخاری فی الصحیح ولا مانع حینئذ ان یشمل الحدیث کل من مکث فی بلده زمن الطاعون.

یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا اوقع الطاعون فی ارض وانتم بھافلا تخرجوا منھا وان کنتم بغیرھا فلا تقدموا علیھا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی و ابن قانع یا اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار ومقابلہ سے مقید نہ کی جائیں بناء علی ماحقق الامام ابن الھمام۔

صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما
كتب له وان لم يمت بالطاعون فما وقع
ههنا من الدكتور مصطفى ديب البغا في
تعليقه من تخصيصه بمن مات بالطاعون
فهو تخصيص من غير حاجة)ان المطلق
لايحمل على المقيد وان اتحد الحكم
والحادثة مالم تدع اليه ضرورة كما في
الفتح فمحملها صورة الكراهة هذه التي
ذكرت آنفاو اطلق الحكم بناءً على ان
اكثر الناس يكونون من هذا القبيل والا
حكام تبنى على الغالب والاكثر قال في
درالمختار اذا خرج من بلدة من الطاعون
فان علم ان كل شي بقدر الله تعالىٰ فلا
باس بان يخرج ويدخل وان كان عنده انه
لوخرج نجى لودخل ابتلى به كره له
ذلك فلا يدخل ولا يخرج صيانة لا
عتقاده وعليه حمل النهى في الحديث
الشريف.

ان المطلق لا يحمل على المقيد وان
اتحد الحكم و الحادثة مالم تدع اليه
ضرورة كما في الفتح تو ان کا محمل یہی
صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق
اس بنا پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور
احکام کی بنا کثیر و غالب پر ہے درمختار میں ہے
اذا خرج من بلدة بها الطاعون فان علم
ان كل شئ بقدر الله تعالىٰ فلا باس بان
يخرج ويدخل وان كان عنده انه
لوخرج نجا ولو دخل ابتلى به كره له
ذلك فلا يدخل ولا يخرج صيانة
لاعتقاده و عليه حمل النهى في
الحديث الشريف.

و نحوه فی مجمع الفتویٰ والظهيرية وتمام تحقيقه فيما علی ردالمحتار واليک ماقاله رضی الله تعالیٰ عنه فی تعليقه جد الممتار علی ردالمحتار ونصه كما يلی **قوله** واذا خرج من بلدة **اقول** صرح سيدی الشيخ المحقق عبد الحق فی شرح المشكوة ان الفرار من الطاعون كبيرة والفار مردود وبه صرح ابن حجر المكی فی الزواجر واحتجا بقوله ﷺ الفار من الطاعون كالفار من الزحف وبه صرح الطيبی فی شرح المشكوة ونقله الزرقانی فی شرح الموطا عن امام الائمة ابن خزيمة وذكر ان الجمهور علی التحريم و ذكر فی ارشاد الساری من كتاب الطب ان التحريم هو الارجح عندالشافعية وغيرهم وذكر الامام النووی فی شرح صحيح مسلم ان النهی علی الاطلاق هو الصحيح نقله العارف الحنفی فی الحديقة الندية مقرا عليه بل محتجابه وقد نطق به صحاح الاحاديث اما ماهنا فالكلام فی الخروج من البلدة دون الفرار من الطاعون وبينهما عموم وخصوص من وجه فان من وقع فی بيته الطاعون ففر منه فی اقصی البلدة فقد فرولم يخرج ومن خرج لحاجة عرضت له فقد خرج ولم يفر والله تعالیٰ اعلم.

مجمع الفتاویٰ اسی طرح فتاویٰ ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ماعلقناہ علی ردالمحتار.